صدارتی خطاب

میاں طفیل محمد
سابق امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

حمد و ثناء کے بعد،

محترم امیر جماعتِ اسلامی پاکستان اور دیگر قائدین جماعت اور میرے محترم بھائیو، بزرگو، اور عزیزو، اور میری محترم بہنو اور بیٹیو!

حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے یہ انتہائی خوشی کا مقام بھی ہے اور اس پر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں، وہ کم ہے کہ مَیں اپنی زندگی میں اپنی پوری جماعت کے تقریباً تمام بھائیوں اور بہنوں اور بیٹیوں اور بیٹوں سب کو ایک جگہ اس طرح سے جمع دیکھ رہا ہوں اور ان سے چند باتیں کرنے کا موقع مل رہا ہے جس کا غالباً مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کو موقع نہیں ملا۔ وہ ۱۹۷۴ء میں منصورہ میں صرف ارکان کے ایک مختصر سے اجتماع سے مل سکے تھے۔

آج اس جگہ پر جہاں مَیں اس وقت کھڑا ہوں، یہ وہی جگہ ہے جہاں آج سے پچاس برس پہلے مارچ ۱۹۴۰ء میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کھڑے تھے اور ان کے سامنے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کا کم و بیش انتہائی بڑا اجتماع تھا۔ شیرِ بنگال مولوی اے کے فضل الحق نے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد ملک کے مطالبے پر مشتمل قراردادِ پاکستان کا مسودہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی خوبی کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں اور مختلف علاقوں سے آئے ہوئے بڑے بڑے لیڈروں اور رہنماؤں نے ان کی تائید فرمائی تھی۔

پوری مسلمان قوم کے نمائندوں اور اجتماع گاہ کے لاکھوں شرکاء نے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ ہندوستان کے مسلمان اس سے کم آزادی کے کسی فارمولے کو قبول نہیں کر سکتے کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہاں مسلمانوں کی حکومت ہو۔ اور جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہو وہاں غیر مسلموں کی حکومت قائم کی جائے ۔

اس تاریخی قرارداد کے بعد قائدِ تحریکِ اسلامی مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفیر قمرالدین خان صاحب کے ذریعے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ گزارش پہنچائی کہ ایک اسلامی ریاست کے حصول کا یہ جو فیصلہ کیا گیا ہے، اس کو حاصل کرنے کیلئے جس طرح کی تنظیم سے کام لیا جارہا ہے۔ اس سے یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ملک حاصل ہو جائے، لیکن یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ اس ملک کو ایک اسلامی ریاست میں تبدیل کیا جا سکے، بلکہ مجھے تو اس بات کا بھی شبہ ہے کہ آیا ایسی تنظیم اس ملک کو بھی باقی رکھ سکے گی یا نہیں۔ اس کے جواب میں اسی وقت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ وقت بہت کم ہے، میرے لیے یہ دونوں کام ایک وقت میں کرنا ممکن نہیں ہیں، اس لیے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس اسلامی ریاست کے لیے کارکن تیار کریں اور مجھے ایک اسلامی ریاست حاصل کرنے کا کام کرنے دیں، چنانچہ اسی جذبے کے تحت قراردادِ پاکستان کے منظور ہونے کے چند ماہ بعد ہی جماعتِ اسلامی وجود میں آئی ۔ وہ تحریکِ پاکستان کے دوران میں اپنا کام کرتی رہی۔ اس طرح یہ دونوں کام ہوتے رہے۔ تاریخ گواہ ہے اور جماعتِ اسلامی کا لٹریچر اس بات کا گواہ ہے کہ پاکستان کی تحریک پر جتنے بھی اعتراضات دشمنوں نے کیے، انکا مؤثر جواب کسی نے اگر دیا تو وہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ ساری باتیں "ترجمان القرآن" کی فائلوں میں بھی موجود ہیں اور ان کی کتاب "تحریکِ آزادی ہند اور مسلمان" میں بھی آج تک اسی طرح سے موجود ہیں۔ اس کے مطالعے سے ہر کوئی جان سکتا ہے کہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے کانگریس کا مقابلہ کس طرح سے کیا۔ پاکستان کے قیام کے خلاف جتنے بھی اعتراضات کیے گئے، ان کا مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے کامیابی سے دفاع کیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد قائداعظمؒ جب تک زندہ رہے، وہ مولانا مودودیؒ سے یہ کام لیتے رہے کہ وہ قوم کو بتائیں کہ اسلامی ریاست کیا ہے؟ اسلامی نظام کیا ہے؟ پاکستان میں اسلامی قانون کو نافذ کرنے کیلیے کیا کیا عملی تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں ۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی ریڈیو پاکستان پر تقریباً ایک سال تک تقاریر نشر ہوتی رہی ہیں۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبے کو منوانے کے لیے باقاعدہ مہم کا آغاز کیا۔ گزشتہ ۴۲ سال میں نفاذِ اسلام کے لیے جماعتِ اسلامی کی جدوجہد پوری قوم

کے سامنے ہے۔ اخبارات کی فائلیں، جماعتِ اسلامی کی شائع کردہ رودادیں اور دیگر لٹریچر میں اس جدوجہد کی پوری تاریخ موجود ہے۔

میں اس وقت پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ یہ جماعتِ اسلامی ہی کی جُہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کیلیے جو کچھ کرنے کی ضرورت تھی قانونی ، آئینی اور دستوری لحاظ سے قانون سازی کیلیے جتنے بھی انتظامات کرنے کی ضرورت تھی، وہ سب کام پاکستان کی پارلیمنٹ کے ایوانوں کے اندر مکمل طور پر موجود ہیں۔ قانونی طور پر مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ کسی نئی قانون سازی کی ضرورت نہیں، کسی نئے بل کی ضرورت نہیں۔ پاکستان کے اسلامی ریاست بننے میں، شریعت کے نفاذ میں، اسلامی نظامِ تعلیم کے نافذ ہونے میں، مزدوروں کے اسلامی حقوق ، عوام کو بنیادی حقوق، عورتوں ، مردوں اور غریبوں کے حقوق ، زمینداری، سرمایہ داری، سود ، بے حیائی ، اور فحاشی کا تدارک سب کچھ دستور اور قانون کے اندر موجود ہے۔ اگر ضیاء الحق مرحوم کی حکومت اور جونیجو صاحب کی حکومت اس بات کو چاہتی تو آج پاکستان مکمل طور پر ایک اسلامی ریاست بن سکتا تھا۔ آج بھی بن سکتا ہے۔ اب پاکستان کے عوام کو اگر کوئی کام کرنا ہے، اگر کوئی انقلاب برپا کرنا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ اس حکومت کو بدلنے کا اور ایسے لوگوں کو برسرِ اقتدار لانے کا انتظام کریں جو خدا پر ایمان رکھتے ہوں، آخرت کی جوابدہی کیلئے فکر مند ہوں اور ان کو اس بات کا احساس ہو کہ ان کو مر کر خدا کے سامنے بھی پیش ہونا ہے۔ ان کے اعمال نامے تیار ہو رہے ہیں، اسی طرح سے کہ جس طرح کہ آج اس وقت آپ کے اجتماع کی ویڈیو فلم تیار ہو رہی ہے۔ بینظیر کی ویڈیو فلم بھی تیار ہو رہی ہے اور نواز شریف کی بھی تیار ہو رہی ہے، جنرل مرزا اسلم بیگ کی اور غلام اسحاق خان کی بھی فلم تیار ہو رہی ہے۔ ہر شخص کو اس بات کیلئے تیار رہنا چاہیے کہ کسی وقت بھی یہ ہو سکتا ہے کہ آج ہی رات سونے کے بعد ان میں سے کوئی کل صبح نہ اٹھے اور خدا کے سامنے پیش ہونے کا لمحہ آجائے۔ اس لیے آپ حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ "پاکستان کی منزل کیا، اسلامی انقلاب، اسلامی انقلاب"، تو یہ انقلاب لانے کا طریقہ وہی ہے جو مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا تھا، جو جماعتِ اسلامی کے دستور میں لکھا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس طرح مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اور جماعتِ اسلامی نے محنت کر کے ایک ایک شخص ، ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے دروازے پر دستک دے کر اس کا تعلق خدا کے ساتھ جوڑنے کی دعوت دے کر ان کو جماعتِ اسلامی کے ساتھ وابستہ کرنے کی کوشش کی ۔ اس بات کو سمجھ لیجئے کہ انقلاب نہ توپ سے آتا ہے ، نہ تلوار سے آتا ہے، نہ مال و دولت کے بل پر آتا ہے اور نہ انقلاب کے نعرے لگانے سے آتا ہے۔ انقلاب اگر آتا ہے تو انسانوں کے ذہن و دل بدلنے سے آتا ہے۔ انسان کے

اندر کی حالت بدلنے سے آتا ہے، چاہے آپ کے پاس تھوڑی سی طاقت کیوں نہ ہو، کم سے کم افراد آپ کے ساتھ کیوں نہ ہوں، لیکن افراد وہ ہوں، ایسے مرد اور ایسی عورتیں اور نوجوان ہوں جو اسلام کے صحیح معنوں میں سپاہی اور کارکن ہوں۔ جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے ۔ آخرت یاد آئے، جن کو دیکھ کر انسان سمجھے کہ اسلام کس قسم کے نوجوان چاہتا ہے، کس قسم کی عورتیں چاہتا ہے، کس قسم کے مرد چاہتا ہے، کس قسم کے پروفیسر چاہتا ہے اور کس قسم کے علماء کو چاہتا ہے، کس قسم کے مزدور اور فرض شناس کارکن چاہتا ہے، کس قسم کے ایماندار اور دیانتدار جج اور مجسٹریٹ چاہتا ہے۔

جب جس ملک کے اندر حال یہ ہو کہ اصحابِ اقتدار کے نزدیک لوگوں کی قابلیتیں ، صلاحیتیں ، کردار ، دیانتداری و شرافت معیار نہیں بلکہ ان سب چیزوں کو نظرانداز کر کے صرف یہ دیکھتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا بدمعاش اور غنڈہ ہے ۔ اس نے کتنی چوریاں اور ڈاکے ڈالے ہیں، اس نے کوڑے کتنے کھائے ہیں، اس معیار کی بنیاد پر انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ گریڈ دے کر کسی کو سیکرٹری ، کسی کو مجسٹریٹ ، کسی کو اے سی اور کسی کو اعلیٰ پولیس افسر بنایا جارہا ہے ۔ اس سے اس ملک کا اور اس قوم کا بیڑا غرق نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا۔

میں صدر غلام اسحاق سے اور جنرل مرزا اسلم سے اور دوسرے جرنیلوں سے اور اصحابِ اقتدار سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے یہ حلف نہیں اٹھایا ہے کہ ہم اس دستور کے پابند ہیں، اس دستور کے وفادار ہیں، انہوں نے بے نظیر اور پیپلز پارٹی کی وفاداری کا حلف نہیں اٹھایا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کتنا ظلم ہو رہا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ کیا بے ایمانیاں ہو رہی ہیں۔ کس طرح سے قانون توڑا جارہا ہے۔ کس طرح سے فیڈرل کمیشن کو اور دوسرے پبلک سروس کمیشن اٹھا کر پھینک دیے ہیں اور پلیسمنٹ بیورو بنا کر یہ کہا گیا ہے کہ اس کے آرڈر کو وزیر اعظم کا آرڈر سمجھا جائے اور جن کے بارے میں وزیر اعظم لکھیں، یہ بیورو ان کو اسامیوں پر بھرتی کرتا چلا جائے۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ ۷۰ ہزار سماج دشمن افراد کو حکومت کے ایوانوں کے اندر داخل کیا جاچکا ہے۔ ایسے لوگ پاکستان کا کیا بنائیں گے۔ یہ اس حکومت کو کیا چلائیں گے۔ یہ بد قماش عناصر چوریاں کروائیں گے یا چوریوں کو روکیں گے؟ یہ ڈاکے ڈلوائیں گے یا ڈاکوؤں کو روکیں گے ؟ آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ ڈاکوؤں کے ساتھ پولیس والے بھی پکڑے جارہے ہیں۔ حکومت نے جو ڈکیتی فورس سندھ کے اندر بنائی ہے، اس فورس کے اہلکار ڈاکوؤں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ چند روز قبل جو ڈاکو مارے گئے ہیں ان کے اندر ایک پولیس کا آدمی بھی مارا گیا ہے۔ یہ ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ ڈاکوؤں میں شامل تھا۔ اس لیے میں صدر غلام اسحاق خان سے ، جنرل مرزا اسلم سے اور

جمہوریت کے علمبرداروں سے یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ایسی جمہوریت نہیں چاہئیے جس کا دعویٰ وہ اور بے نظیر کرتی ہیں۔ ہم تو ایسی جمہوریت چاہتے ہیں جس میں ملک میں امن قائم ہو، عوام کو انصاف ملے، شرافت، دین داری اور پاکیزگی قائم ہو۔

اس لیے آپ سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جماعتِ اسلامی نے جو طریقہ آپ کیلئے اختیار کیا ہے، وہ جماعتِ اسلامی کے دستور کی دفعہ ۶ میں درج ہے، یہ کہ ہم تبلیغ و تلقین سے، لوگوں کی اصلاح کر کے، لوگوں کو سمجھا کر، لوگوں کا کردار بدل کر ان کے نظریات بدل کر، انقلاب برپا کریں گے۔ تبلیغ سے آپ کو کوئی نہیں روکتا ہے، آپ لوگوں کے خیالات بدل سکتے ہیں، آپ ملک کے حالات کو بدلنے کیلیے کوئی دوسرا قوت کا راستہ نہیں استعمال کر سکتے ۔ تلوار یا ڈنڈا استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرامؑ کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ انبیاءؑ تلقین و تبلیغ کرتے کرتے چلے گئے، جن کی اگر قوم نے نہیں سنی تو کسی نبی نے یہ نہیں کیا کہ اگر انہیں دس آدمی مل گئے تو انہوں نے ڈنڈے لے کر اور نیزے لے کر لوگوں کو زبردستی اپنا ہم خیال بنا لیا ہو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم طائف اور آس پاس کے علاقوں کے اندر ۱۳ برس تک اپنے کارکنوں پر پتھر برستے اور انہیں ڈنڈوں سے پٹتا دیکھتے رہے۔ کفار کے بے پناہ ظلم و ستم کو دیکھتے رہے اور یہ کہتے رہے "اے آلِ یاسر، صبر کرو، صبر کرو، صبر کرو۔" تمہارے لیے جنت ہے۔ خود حضور پاکؐ اُن کے تشدّد کا نشانہ بنائے گئے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت یاسرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ساتھیوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیکھتے رہے۔ تبلیغ کرتے رہے، لیکن جب تبلیغ کے راستے بھی بند کر دیئے گئے اور دشمنوں نے کہا کہ اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی خاتمہ کرو۔ جب سب راستے بند ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی فیصلہ کر دیا کہ اب یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ پھر انہیں ایک اور جگہ مل گئی، جہاں اقتدار بھی مل گیا ۔ تب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی ۔

آپ کی قوم کے اندر، اگر آپ کا راستہ نہیں رکا ہے اور سارے راستے آپ کے لیے کھلے ہیں تو اپنی دعوت لوگوں تک پہنچانے کیلیے آپ تبلیغ کیجیے ، جلسے کیجئے ، جلوس نکالیے، کیمپ لگائیے ، لوگوں کو سمجھائیے ، لٹریچر پھیلائیے۔ لوگوں کے اوپر ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت پر اتمامِ حجت کر لیجیے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو اپنی آنکھوں سے کہ کتنی مرتبہ تاریخ میں یہ ہو چکا ہے کہ تھوڑے سے لوگ جو ہیں، وہ بہت سارے لوگوں کے اوپر غالب آ گئے ہیں۔"

آپ کو معلوم ہے کہ تین سو تیرہ مسلمان بدر کے میدان میں تھے، جن میں سے شاید دس کے پاس تلواریں تھیں، چند ایک کے پاس نیزے ہوں گے، باقی لوگوں کے پاس کچھ ڈنڈے ہوں گے، لیکن انہوں نے اس وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ایک ہزار جنگجوؤں کے لشکر کو ناکوں سے چنے چبوا دیے۔ ستر مار دیے اور ستر گرفتار کر لیے۔ باقی دم دبا کر بھاگ گئے۔ اسی طرح سے جس طرح افغانستان سے روس دم دبا کر بھاگا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: کہ "آپ کثرت تعداد کی فکر نہ کریں، آپ سونا تیار کریں"، آپ خالص لوگ تیار کریں، صاحبِ صلاحیت لوگوں کو جماعت کے اندر لانے کی کوشش کیجئے ۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ۹ سال مسلسل محنت (۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۱ء) کی اور اللہ کے پیغام کو پھیلاتے رہے ۔ پورے ہندوستان سے صرف ۷۵ آدمیوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔ جب پاکستان بنا تو ہمارے پاس ۶۲۵ آدمی سارے ہندوستان میں تھے، جن میں سے ۳۸۵ پاکستان کے حصے میں آئے اور ۲۴۰ ہندوستان میں رہ گئے ۔ ۳۸۵ کی یہ تعداد آج چھ ہزار سے اوپر ہو گئی ہے۔

ہم نے پاکستان کو چلانا ہے اور اسلامی نظام کی رہنمائی کرنی ہے تو اس لیے ہمیں اب بہت زیادہ جلدی نہیں کرنی چاہیے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کام کو جو آپ نے بڑے اخلاص کے ساتھ کیا ہے، اس میں بڑی برکت ڈالی ہے، اس سے میں آپ کو مایوس نہیں کرنا چاہتا ۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے کام میں اللہ تعالیٰ نے جتنی برکت ڈالی ہے، اتنی برکت شاید اس تاریخ میں دوسری کسی تحریک کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ ہی اتنی کامیابی کسی اور کو ملی۔ آج دنیا کا کوئی کونا ایسا موجود نہیں ہے، کوئی ملک ایسا موجود نہیں ہے کہ جہاں مسلمان کسی قابل ذکر تعداد میں موجود ہوں اور وہاں آپ کے ہم خیال اور مولانا مودودیؒ کی دعوت سے متاثر ایک گروہ اٹھ کر ایسا کھڑا نہ ہو گیا ہو اور اس نے تحریکِ اسلامی اور مولانا مودودیؒ کے طریقے پر اسلامی نظام کو برپا کرنے کی جدوجہد شروع نہ کر دی ہو۔ بہرحال یہ کام بڑھ رہا ہے۔ آپ یہ تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ ایران میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ اگرچہ اسے اسلامی انقلاب بنانے کے بجائے فقۂ جعفریہ کا انقلاب بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ افغان بھی اللہ کے فضل سے ہم سے کچھ آگے نکل گئے ہیں اور ان کیلئے اللہ پاک سے ہم دعا کرتے ہیں کہ جتنی انہوں نے قربانی دی ہے، اللہ پاک ہم سے پہلے ان کو آگے بڑھ جانے کی توفیق دے اور صبر بھی عطا فرمائے اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ پاکستان سے پہلے علاوہ اسلامی نظام قائم کر لیں گے ۔

میں پاکستان کے بارے میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں جتنا کچھ

بھی کتابی لحاظ سے ، قانونی لحاظ سے ، دستوری لحاظ سے کرنے کی ضرورت تھی، جس کیلئے مولانا مودودیؒ نے اسلامی نظام کا مطالبہ اور قرار دادِ مقاصد پاس کروائی تھی، وہ کام سارا مکمل ہو چکا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس ملک کے مقتدرِ اعلیٰ اور فرمانروا حقیقی قرار پائے۔ حکومتِ پاکستان قانوناً اس بات کی پابند ہے کہ وہ حکومت کے اختیارات کو اللہ کی امانت سمجھ کر اللہ کے مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کرے اور حقیقت یہ ہے کہ جو کام بھی وہ اس سے ہٹ کر کرتی ہے ، وہ غداری کا کام ہے۔ اس کے اوپر دفعہ ۶ کے تحت مقدمہ چل سکتا ہے اور ان سب کو پھانسی دی جا سکتی ہے ، اگر کوئی پھانسی دینے والا موجود ہو۔ خواہ وہ بینظیر ہو، خواہ وہ غلام اسحاق ہو، خواہ وہ اسلم بیگ ہو، خواہ کوئی اور ہو، جو بھی قرآن و سنّت کے خلاف اس ملک کے اندر کوئی کام کرتا ہے، اس دستور کے بن جانے کے بعد وہ حقیقت میں اس دستور سے غداری کرتا ہے۔ اسکے اوپر اگر کوئی مقدمہ نہیں چلتا ہے تو اس وجہ سے نہیں چلتا ہے کہ اس ملک کے اندر اتنی طاقت کوئی موجود نہیں ہے جو اس دستور کو نافذ کرے۔ یہ دستور واضح طور پر کہتا ہے کہ اس میں آزادی ہوگی، ایسی آزادی جو اسلام میں ہے۔ جمہوریت ہوگی اور وہ جمہوریت جو اسلام نے کہی ہے ۔ اگر اس میں عدلِ اجتماعی ہو گا تو وہی عدلِ اجتماعی ہو گا جو اسلام نے دیا ہے، مساوات ہو گی تو وہ مساوات جو اسلام نے کہی ہے اور یہ حکومت کا فرض ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنائے کہ وہ قرآن و سنّت کے مطابق زندگی بسر کریں۔ عریانی ، بے حیائی اور فحاشی کو بند کریں، قرآن کی تعلیم اور اسلامیات کی تعلیم کو لازم کریں۔ عشر اور زکوٰۃ کو نافذ کریں، یہ سارے کام اس دستور میں نافذ کیے گئے ہیں۔ قانونِ قرآن و سنّت کے خلاف کوئی پارٹی نہیں بنائی جا سکتی، کوئی اسمبلی نہیں بنائی جا سکتی، اس ملک کے اندر اگر کوئی شریعت کورٹ موجود ہے تو ہر پاکستانی جا کر وہاں حکومت کو درست کروا سکتا ہے ،اگر نہیں کراتے ہیں تو اس ملک کے لوگ خدا کے سامنے جواب دہ ہیں، خواہ وہ جماعتِ اسلامی کے ہوں یا پیپلز پارٹی کے یا مسلم لیگ کے ہوں، علماء ہوں یا عوام ، جو اس کام کو نہیں کرتا ہے وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔

انقلاب حقیقت میں قانونی طور پر برپا ہو چکا ہے۔ اب عملی طور پر برپا کرنا ساری پارٹیوں کا کام ہے، عوام کا کام ہے، عدالتوں کا کام ہے، وکلاء کا کام ہے، ہماری برادر تنظیموں کا کام ہے۔ ہر شخص اور گروہ ، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان رکھتا ہے اور پاکستان کو ایک خالص اسلامی ریاست بنانے کی خواہش اور تڑپ رکھتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ میدانِ عمل میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین